Regd S. No 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا روزنامہ

فی پرچہ ۱

المصلح

اتوار

۲۴ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر۔ عبدالقادر بی۔ اے

جلد ۶ | یکم نبوت ۱۳۳۲ ھش | یکم نومبر سنہ ۱۹۵۳ | نمبر ۱۷۹

اسرائیل عربوں کے حقوق محفوظ رکھنے کی ضمانت دینے کیلئے تیار ہے؟

سلامتی کونسل میں اسرائیلی نمائندے کی تقریر

واشنگٹن ۳۱ر اکتوبر۔ کل رات سلامتی کونسل میں اسرائیل کے نمائندہ نے کہا۔ کہ میری حکومت دریائے اردن کے متعلقہ علاقوں میں عربوں کے حقوق کو محفوظ رکھنے کی ضمانت دینے کے لئے تیار ہے۔ اس سلسلے میں یہودی حکومت باقاعدہ دستاویز لکھ کر عربوں کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہے۔ جب وہ ضرورت پڑنے پر بطور دعویٰ پیش کر سکتے ہیں۔ اسرائیلی نمائندے نے دعویٰ کیا۔ اسرائیل نے پن بجلی کا جو منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس سے عرب حقوق تلف نہیں ہوں گے۔

شام کے نمائندے نے تقریر کرتے ہوئے بڑی طاقتوں پر الزام لگایا۔ کہ وہ درپردہ اسرائیل کی ہمت افزائی کر رہی ہیں۔

امریکہ جاپانی فوج میں اضافہ کرنے پر رضامند ہو گیا

ٹوکیو ۳۱ر اکتوبر معلوم ہوا ہے۔ کہ امریکہ نے اصولی طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ کہ جاپانی فوج میں تدریجاً اضافہ کیا جائے۔ اور جونہی جاپانی فوج ملک کی حفاظت کرنے کے قابل ہو جائے۔ امریکی فوج کو واپس بلا ناشروع کر دیا جائے۔ جاپانی فوج کو جدید اسلحہ سے لیس کرنے کے لئے ضروری سامان بھی امریکہ مہیا کریگا۔ معلوم ہوا ہے کہ عنقریب ٹوکیو میں منعقدہ ایک کانفرنس میں جاپانی کی آئندہ فوج کے متعلق۔ تفصیلات طے کی جائیں گی۔

کسی قانون کے خلاف اسلام ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرنے کا اختیار سپریم کورٹ کو دیدیا گیا

مجلس دستور ساز نے علماء کے بورڈ قائم کرنے کی تجویز مسترد کر دی

کراچی ۳۱ر اکتوبر۔ آج مجلس دستور ساز نے بنیادی حقوق کی رپورٹ پر غور کرتے ہوئے فیصلہ کیا۔ کہ کسی قانون کے شریعت اسلامیہ کے خلاف ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرنے کا اختیار سپریم کورٹ کو ہوگا۔ مجلس نے رپورٹ کے تیسرے باب پر غور کرتے ہوئے ایک نئی دفعہ شامل کی، جس میں علماء کے بورڈ توڑ دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ قرآن مجید اور سنت نبوی کے خلاف قوانین وضع ہونے کی روک تھام کرنے کی غرض سے تین نئی دفعات رپورٹ میں شامل کی گئیں ان دفعات کی رو سے صرف سپریم کورٹ کا پانچ ججوں پر مشتمل ڈویژن اس امر کا فیصلہ کرنے کا مجاز ہوگا۔ کہ کوئی قانون شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے یا موافق۔ اختلاف کی صورت میں ججوں کی کثرت رائے کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ ان دفعات کے مطابق پاکستان کا ہر باشندہ کسی قانون کو بحیثیت خلاف اسلام ہونے کا چیلنج کر سکتا ہے۔ ایوان نے اس سلسلے میں مسٹر احمد فضل لباش کی ایک ترمیم بھی منظور کر لی۔ جس میں یہ کہا گیا۔ کہ اگر کسی خاص فرقے سے تعلق رکھنے والا قانون زیر غور ہو۔ تو اس فرقے کے مخصوص عقائد کا لحاظ رکھا جائے۔

بعض بڑی طاقتیں اسرائیل کو بین الاقوامی فیصلوں کی خلاف ورزی پر اکسا رہی ہیں

(ڈاکٹر فرید زین الدین)

فلسطین کے صلح کمیشن کے افسر اعلیٰ جنرل بینیکے کو تہدید آمیز خطوط موصول ہونے شروع ہو گئے

نیویارک ۳۱ر اکتوبر۔ اسرائیل بند باندھ کر دریائے اردن کا رخ پھیرنے کی جو کوشش کر رہا ہے کل سلامتی کونسل نے اس کے خلاف حکومت شام کی شکایت پر غور شروع کیا۔ شام کے نمائندے فرید زین الدین نے تقریر کرتے ہوئے الزام لگایا۔ کہ بعض بڑی طاقتیں اپنے طرز عمل سے اسرائیل کو فلسطین کے متعلق بین الاقوامی فیصلوں کی خلاف ورزی کرنے پر اکسا رہی ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا۔ کہ اسرائیل پر بعض ایسی پابندیاں لگائی جائیں۔ کہ جن کی وجہ سے اس کے لئے بین الاقوامی فیصلوں کی خلاف ورزی ممکن نہ رہے۔

شامی نمائندے نے اس بات پر زور دیا۔ کہ اسرائیل جس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس سے شام کے وہ تمام کاشتکار جن کی زمینیں دریائے اردن کے پانی سے سیراب ہوتی ہیں بھوکے مر جائیں گے۔ اور ادھر اس پانی کو اسرائیل نہ صرف آبپاشی کے کام میں لائے گا۔ بلکہ اس سے فوجی فائدہ بھی اٹھائے گا۔ ایک امریکی خبر رساں ایجنسی نے اطلاع دی ہے۔ کہ صلح کمیشن کے افسر اعلیٰ جنرل بینیکے کو اس قسم کے خطوط بکثرت موصول ہو رہے ہیں۔ کہ جن میں انہیں ہلاک کر دینے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ یاد رہے جنرل بینیکے نے اسرائیل کی جارحانہ سرگرمیوں کے متعلق حال ہی میں سلامتی کونسل کو ایک رپورٹ پیش کی ہے۔ جنرل بینیکے نے یہ کہتے ہوئے ان خطوط پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ کہ جب تک میں اپنی پیش کردہ رپورٹ کے بارے میں سلامتی کونسل کے سوالوں کا جواب تیار نہ کر لوں۔ اس وقت تک میں اس بارے میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ البتہ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ نیویارک پولیس میری حفاظت کر رہی ہے یا نہیں تاہم فلسطین میں ایک خاص دستہ ان کی حفاظت پر مامور تھا۔

مرکزی کابینہ میں تبدیلیوں کی خبر بے بنیاد ہے

ڈاکٹر اے۔ ایم مالک کا بیان

لاہور ۳۰ر اکتوبر۔ پاکستان کے وزیر صحت و محنت ڈاکٹر اے۔ ایم مالک نے کل یہاں ان خبروں کی تردید کی۔ کہ مرکزی کابینہ میں کچھ تبدیلیاں ہونے والی ہیں۔ انہوں نے ایک اخباری نامہ نگار کے استفسار پر کہا۔ کہ اس قسم کی خبریں بالکل بے بنیاد ہیں۔ انہوں نے انکشاف کیا۔ کہ وزیر اعظم مسٹر محمد علی اب رو بصحت ہیں۔ اور یہ کہ انہوں نے ایک روز قبل کابینہ کے ایک دوسرے رفیق کی معیت میں ان سے مل کر متعدد مسائل پر گفتگو کی تھی۔

مارشل سر آرتھر سنڈرس کراچی میں

کراچی ۳۱ر اکتوبر۔ برطانوی افواج کے مارشل سر آرتھر سنڈرس کل رات پاکستان کے سہ روزہ دورے پر کراچی پہنچے انہیں امپیریل ڈیفنس کالج کا نیا کمانڈنٹ مقرر کیا گیا ہے۔ وہ اپنے نئے عہدے کا چارج لینے سے پہلے دولت مشترکہ کے ملکوں کا دورہ کر رہے ہیں۔

امریکہ اردن کو دس ہزار ٹن گیہوں دیگا

واشنگٹن ۳۱ر اکتوبر۔ امریکہ نے اردن میں خوراک کی کمی دور کرنے کے لئے اسے دس ہزار ٹن گیہوں دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اردن نے خشک سالی اور بارش کی کمی سے پیدا ہونے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے خوراک کی امداد طلب کی تھی۔ اس پر امریکہ کے صدر مسٹر آئزن ہاور نے اس قانون کے تحت جس کی رو سے انہیں خاص خاص حالات میں امداد دینے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اردن کو دس ہزار ٹن گیہوں دینے کا فیصلہ کیا۔ اس کی کل قیمت چار لاکھ ڈالر کے قریب بنتی ہے۔

پاکستان کا چائے مشن مشرق وسطیٰ کے دورے پر روانہ ہو گیا

کراچی ۳۱ر اکتوبر۔ پاکستان کا ایک "چائے مشن" مسٹر ایس۔ اے سلیم کی قیادت میں کل رات مشرق وسطیٰ کے دورے پر روانہ ہو گیا۔ وفد مشرق وسطیٰ کے ممالک میں پاکستانی چائے کی فروخت بڑھانے کی کوشش کرے گا۔ چائے کے نمونے ان ممالک کے سفارت خانوں کو پہلے ہی بھیج دیئے گئے ہیں۔

ایک مراکشی نوجوان کی گرفتاری

کاسا بلانکا ۳۱ر اکتوبر۔ مراکشی پولیس نے البرٹ نامی ایک نوجوان طالب علم کو گرفتار کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ نوجوانوں کی ایک پارٹی کی جو "شیر آزادی" کے نام سے مشہور ہے۔ قیادت کرتا تھا۔ پارٹی پر الزام یہ ہے۔ کہ وہ اہل مراکش کو فرانسیسیوں کے خلاف صف آرا ہونے کی تلقین کرتا تھا۔

نخلستان بریمی کا تصفیہ کرنے کیلئے پانچ طاقتی کمیشن مقرر کرنے کا فیصلہ

لندن ۳۱ر اکتوبر۔ نخلستان بریمی کے متعلق برطانیہ اور سعودی عرب میں جو جھگڑا چلا آ رہا ہے۔ اس کے تصفیہ کے لئے دونوں پانچ ملکوں کا ایک کمیشن مقرر کرنے کے بارے میں متفق ہو گئے ہیں۔ کمیشن برطانیہ اور سعودی عرب کے علاوہ تین اور ملکوں کے نمائندوں پر مشتمل ہوگا۔ کمیشن تین ہفتہ کے اندر اندر اپنا کام شروع کر دے گا۔

ڈاکٹر خان صاحب کے پھر سیاست میں حصہ لینے کا امکان

نئی دہلی ۳۰ر اکتوبر۔ آل انڈیا ریڈیو نے خبر دی ہے۔ کہ صوبہ سرحد کے وزیر تعلیم میاں جعفر شاہ نے آج سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ اور خان عبدالغفار خاں کے بھائی ڈاکٹر خان صاحب سے ایبٹ آباد میں ملاقات کی خیال کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت ڈاکٹر خان صاحب پر عائد شدہ پابندیاں ختم کرنا چاہتی ہے۔ اور وہ سیاست میں دوبارہ حصہ لینا چاہتے ہیں۔

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے انجمن پریس لارنس روڈ کراچی میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ یکم نبوت ۱۳۳۲ہش

کامیابی کا مدار دعا پر ہے

اسلام ایک روحانی دین ہے۔ اور اس کا حقیقی مقصد جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تشریح فرمائی ہے۔ یہ ہے کہ پہلے انسان کو حیوان سے بلند کرکے انسان کے درجہ تک پہنچایا جائے۔ یعنی ان جذبات کو جو اللہ تعالےٰ نے انسان میں رکھے ہیں۔ ایک ضابطہ میں لایا جائے۔ اور ان کو غلط روی سے روکا جائے۔ مثلاً انسان کی فطرت میں کسی خلاف طبع حرکت پر غصہ آنے کا جذبہ رکھا گیا ہے۔ ایک حیوان کو جب غصہ آتا ہے۔ تو وہ نیک و بد پر غور نہیں کرتا۔ بلکہ غصہ کے جذبہ سے ایسا اندھا ہو جاتا ہے۔ کہ جو کچھ اس کے سامنے آتا ہے۔ اسی کو تباہ کرکے رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح جو انسان غصہ سے بیتاب ہو کر ایسی حرکت کرتا ہے۔ وہ بھی دراصل حیوان ہی کہلائیگا اسلام ہمیں سکھاتا ہے۔ کہ ہمیں غصہ کی حالت میں اندھا نہیں ہو جانا چاہیئے۔ بلکہ غور کرکے فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ اس جذبہ کا اظہار بر وقت ہے یا نہیں۔ غصہ بذات خود برا نہیں۔ بلکہ انسانی فطرت میں ایک نہایت ضروری جذبہ ہے۔ البتہ اس کا استعمال برا ہو سکتا ہے۔ اور اسی طرح اس کا صحیح استعمال مفید بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً کسی کام کے وقت یا دشمن کے دفاع کے وقت جو جوش پیدا ہوتا ہے۔ وہ دراصل اسی جذبہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

جب ایک انسان اس جذبہ کے صحیح اور غلط استعمال میں تمیز کرنے کی عادت بنا لیتا ہے۔ تو گویا وہ حیوان کے درجہ سے بلند ہو کر انسان کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اب اس کے لئے صحت مند زندگی کا راستہ کھل جاتا ہے۔ اور درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے وہ جیسا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے با اخلاق انسان بن جاتا ہے۔ اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بن جاتا ہے۔ اب ظاہر ہے۔ کہ یہ ارتقاء بغیر محنت کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ جتنی جتنی کوئی محنت کرتا ہے۔ اتنی اتنی وہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ مگر انسان میں صرف غصہ کا جذبہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں اور بھی جذبات ہیں۔ مثلاً ہمدردی کا جذبہ ہے۔ اس جذبہ کا بھی صحیح اور غلط استعمال ہو سکتا ہے۔ ایک ماں جو اپنے بچہ کو اسی جذبہ کی وجہ سے پالتی ہے۔ اگر وہ اس کا غلط استعمال کرے گی۔ اور ضرورت سے زیادہ لاڈ پیار ظاہر کرے گی۔ تو بچہ بگڑ جائے گا۔ اور آخر میں ماں باپ خاندان اور قوم کے لئے سخت مشکلات کا باعث ہو گا۔ لیکن ایک سمجھدار ماں اسی جذبہ کے صحیح استعمال سے نہ صرف بچہ کے لئے مفید ہو سکتی۔ بلکہ اپنا اخلاق بھی بلند کر سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے ماں کو سخت محنت اور مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ حیوان سے انسان اور انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بننے کے لئے محنت کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ کوئی شخص اس وقت تک انسانی زندگی کی ارتقائی منازل طے نہیں کر سکتا۔ جب تک وہ بالارادہ کوشش نہ کرے۔ اور کبھی وہ انسانی زندگی کے مقصد یعنی باخدا انسان کے درجہ کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک وہ محنت نہ کرے۔

جو لوگ بغیر محنت کے چاہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کو آنکھوں سے دیکھ لیں۔ یا اس سے ہمکلام ہوں۔ جیسا کہ بعض منکران خدا کہا کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی خدا ہے تو ہمیں دکھاؤ۔ ان کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جب دنیا کے معمولی کاموں میں محنت کے بغیر کامیابی نہیں ہو سکتی۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ کوئی بغیر محنت کے اپنی زندگی کے منتہا کو پالے۔ اس کے لئے تو انتہائی محنت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہی تو انسانی زندگی کا مرکزی مقصد ہے۔ جب چھوٹے چھوٹے مقاصد کے حصول کے لئے بے پناہ کوشش درکار ہوتی ہے۔ تو وہ چیز جو ان چھوٹے چھوٹے مقاصد کا دراصل مجموعہ ہے۔ اس کو حاصل کرنے کے لئے بغیر محنت و مشقت کے کس طرح کامیابی ہو سکتی ہے۔ جب ہم تمام چھوٹے چھوٹے مقاصد میں ایک توازن قائم کرکے آگے آگے قدم بڑھاتے ہیں تو یہ مقصد تو ان سب سے بڑا ہے یہ اتنا عظیم مقصد ہے۔ کہ سچی بات تو یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر باوجود اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کرنے کے اس مقصد کو حاصل کر ہی نہیں سکتے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں نہایت تفصیل کے ساتھ ان اعمال کا ذکر فرمایا ہے۔ جن کو انسان بجا لاکر اس ارتقائی منازل طے کر سکتا ہے۔ ہم ان تفاصیل میں یہاں نہیں جا سکتے۔ مگر یہ امر واضح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالےٰ نے بار بار تاکید فرمائی ہے۔ امنوا و اعملوا الصّٰلحٰت یعنی ایمان لاؤ اور اعمال صالحہ بجا لاؤ ساتھ ہی ہمیں شروع میں یہ بھی دعا سکھائی ہے۔ کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ اس امر کا دعائیہ انداز میں ہونا خود اس بات کو واضح کرتا ہے۔ کہ انسان اپنی زندگی کے ارتقاء کے دوران میں اعمال صالحہ میں اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کرنے کے باوجود جب تک اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعائیں نہ مانگتا رہے کہ وہ اس کی مدد کرے۔ اتنے عظیم کام میں ترقی کر ہی نہیں سکتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا کا راستہ یعنی انسانی زندگی کے کلی ارتقاء کا راستہ اتنا پر از مشکلات ہے۔ کہ اس کا پہلا قدم بھی اللہ تعالےٰ کی مدد کے بغیر صحیح نہیں پڑ سکتا۔ اور بغیر دعا کے چارہ ہی نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بندے جہاں ضروری کوشش ترک نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالےٰ کے بتائے ہوئے اعمال بجا لانے کے لئے پوری پوری سعی کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ زور دعاؤں پر ڈالتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جس انسان کو کھڑا کرتا ہے۔ وہ تنہا کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے پاس کوئی دنیاوی طاقت کے ذرائع نہیں ہوتے۔ اور جو لوگ اس کی جماعت میں شامل ہوتے ہیں وہ بھی دنیاوی ذرائع سے محروم ہوتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی حکمت یہ ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کے ذریعہ اپنا قادر مطلق ہونا ثابت کرتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کا زیادہ زور دعاؤں پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ اور اس طرح ایک طرف تو اللہ تعالےٰ کا وجود اور اس کا قادر مطلق ہونا ثابت ہوتا ہے۔ تو دوسری طرف خود ان بندوں کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ جو اس کے نام پر کھڑے ہوتے ہیں۔

تاریخ اسلام میں دعاؤں کا خاص مقام ہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی جماعتوں نے دعا ہی سے کامیابیاں حاصل کیں۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا جو انہوں نے اس رات جب اگلے دن آپ کو گرفتار کیا جانا تھا۔ ایک معرکۃ الآراء دعا ہے۔ جو ہمارے ایمان کے نزدیک اللہ تعالےٰ نے قبول فرمائی، اور آپ کو بچا لیا۔ پھر وہ عظیم دعا جو سرور کائنات خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روز بدر میں اللہ تعالےٰ کے حضور کی ایک عظیم الشان نشان ہے۔ جو قیامت تک قائم رہے گا۔ ۳۱۳ بے سروسامان بندگان حق کا ایک پورے مسلح اپنے سے تین گنا بڑے لشکر کو میدان سے بھگا دینا اسی دعا کی قبولیت کا ثبوت ہے۔ اسی دعا کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے اپنے فرشتوں کو مومنین کی مدد کے لئے بھیجا۔ بے شک مومنین نے قریش کے مقابلہ میں اپنی قوت بازو کا پورا پورا استعمال کیا۔ مگر یہ دعا کا اثر تھا۔ کہ ان کی قوت بازو سہ گنا چہار گنا بڑھ گئی۔ اور وہ کامیاب ہوئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت اپنے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا پیغام تمام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اسی لئے اس کامیابی حقیقی دارو مدار دعاؤں پر ہی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ایک بار پھر خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر جماعت کے نوجوانوں کو خطاب فرماتے ہوئے اس امر کی تلقین فرمائی ہے۔ کہ جماعت کے افراد کو نمازوں اور دعاؤں پر زور دینا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا صرف ایک ہی سہارا ہے اور وہ خدا ہے۔ اور اسے حاصل کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ ہم اس کے دروازے پر جا کر گڑگڑائیں، اور روئیں۔ اور اس کے نام کی عظمت کا سہارا لے کر اسے پکاریں۔ کہ آ ہماری مدد کر کہ ہم تیرے نام کی خاطر اور تیرے رسولؐ کے نام کی خاطر اس دنیا میں تیری طرف سے کھڑے کئے گئے ہیں۔ جماعت پر اس وقت جو مشکلات کا دور ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے اندر زیادہ خشیت اللہ پیدا کریں۔ اور دعاؤں کے ذریعہ اپنے خدا کو راضی کریں۔ ہمارے راستے میں مشکلات کے ایسے پہاڑ ہیں۔ کہ ہم اس کی مدد کے بغیر انہیں کبھی بھی عبور نہیں کر سکتے۔ آج ہر طرف ہمارے لئے روکیں ہی روکیں ہیں۔ مشکلات ہی مشکلات ہیں۔ لیکن ہمیں اپنی کامیابی کا پورا پورا یقین اور اپنے خدا کے وعدوں پر پورا پورا بھروسہ ہے۔

ضرورت ہے۔ کہ ہم اس کے لئے محنت اور سعی سے کام لیں۔ اور وہ ذریعہ اختیار کریں۔ جو ہم سے پہلے انبیاءؑ کی جماعتیں اور خدا کے بندے اختیار کرتے رہے۔ یعنی دعا۔ دعا۔ دعا۔

چندہ جلسہ سالانہ ۱۹۵۳ء

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دسمبر ۱۹۵۳ء کے آخری عشرہ میں جماعت احمدیہ کا آئندہ جلسہ سالانہ منعقد ہوگا۔ مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق دلچسپی رکھنے والے احباب کو معلوم ہوگا۔ کہ جس قدر اخراجات ہم کو جلسہ پر کرنے پڑتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں چندہ کی جو رقم اس غرض کے لئے جمع ہوتی ہے۔ کئی ہزار کی مقدار میں کم ہوتی ہے۔ اور مرکز کی متواتر کوششوں کے باوجود خرچ کے مقابلہ میں آمد کی کمی سال بسال قائم رہتی ہے۔ ان دنوں حالات میں جماعت کے تمام مخلص دوستوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ چندہ جلسہ سالانہ کے ادا کرنے اور فراہم کرنے میں پورے خلوص اور توجہ سے کام لیں۔ اور آئندہ جلسہ کے لئے عزم صمیم کے ساتھ اس قدر چندہ کی رقم جمع کر دیں۔ جو کم از کم ہمارے اخراجات کے لئے مکتفی ہو۔ احباب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح چندہ عام کی شرح ہر شخص کی آمد ماہوار پر ایک آنہ فی روپیہ مقرر ہے۔ اسی طرح چندہ جلسہ سالانہ کی شرح سارے سال میں ایک مہینہ کی آمد پر دس فی صدی کے حساب سے مقرر ہے۔ گویا ایک سو روپیہ ماہوار والے دوست کے لئے دس روپے بطور چندہ جلسہ سالانہ دینا واجب ہے۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

قرآن مجید کے حقائق و معارف

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہٖ کے تازہ درس القرآن کے نوٹ

(منقول از ماہنامہ الفرقان ماہ اکتوبر ۱۹۵۳ء)

والسلام علیّ یوم وُلدتّ و یوم اموت و یوم ابعث حیّاً

یہ قول بھی حضرت مسیح کی انسانیت پر دلیل ہے۔ السلام خدا کا نام ہے۔ اسی کی طرف سے حضرت مسیح پر یہ سلامتی آئی ہے۔ جب بھی السلام علیہ کہیں گے۔ تو اس سے مخلوق مراد ہو گی۔ خالق کے لئے السلام علیہ نہیں کہہ سکتے۔ یوم اموت کا لفظ صریح طور پر حضرت مسیح کی الوہیت کی تردید ہے۔ اگر وہ خدا ہوتے۔ تو ان کے لئے موت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ یوم ابعث حیاً سے آخرت کی بعثت بھی مراد لی جاتی ہے۔ مگر دلیل کے لحاظ سے یہ محض ایمان سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔ اس سے مسیح کے لحاظ سے ان کا صلیبی موت سے بچایا جانا بھی مراد ہے۔ اور یہ خود اخروی سلامتی کے لئے دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح کے ساتھ سلامتی کا وعدہ انجیل لوقا ۲/۱۴ کے فقرہ "زمین پر ان آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صلح" سے بھی ثابت ہے۔ ایسا ہی یوحنا ۱۶/۳۲ میں ہے۔ "تم سب پراگندہ ہو کر اپنے گھر کی راہ لو گے۔ اور مجھے اکیلا چھوڑ دو گے تو بھی میں اکیلا نہیں ہوں۔ کیونکہ باپ میرے ساتھ ہے"۔ اعمال کی کتاب میں ہے۔ "خدا اس کے ساتھ تھا"۔ ۱۰/۳۸

خدا کے ساتھ ہونے کے معنے سلامتی دینے کے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح کی صلیبی موت کا عقیدہ درست نہیں۔ حضرت مسیح کے لئے حقیقی موت پر سلامتی کے معنے یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر قسم کے روحانی نقص سے پاک رکھے گا۔ حضرت مسیح کی طرف سے خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھنے کا اعلان اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لئے تھا۔ (لوقا ۲۲/۶۹)

قرآن مجید نے حضرت مسیح کی طرف سے جن امور کو نقل فرمایا ہے۔ ان سب کی تائید موجودہ اناجیل کے حوالہ جات سے بھی ہوتی ہے۔ یہ سب وعدے حضرت مسیح کے انسان اور مخلوق ہونے پر دلیل ہیں۔

ذالک عیسی ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون۔

یہ عیسیٰ بن مریم ہیں۔ ہم نے اس بارے میں حق بات بیان کر دی ہے۔ اور انہیں اس میں شک اور تردد ہے۔ اور وہ باہم جھگڑ رہے ہیں۔ امتراء کے لفظی معنے شک کرنے کے ہیں۔ یہ اس کی تردید کرتا ہے۔ اور وہ اس کی بابت جھگڑا کرتا ہے۔ اور لوگوں کا یہ تردد اس امر کی دلیل ہے کہ حق ان کے پاس نہیں ہے۔ اہل دنیا میں حضرت مسیح کے بارے میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں میں اختلاف ہے۔ اور پھر خود عیسائیوں کے مختلف گروہوں میں باہم اختلاف ہے۔ یہ اختلاف حضرت مسیح کی ولادت سے لے کر ان کی وفات تک کے تمام مراحل کے بارے میں ہے۔ عیسائیوں اور مسلمانوں میں اختلاف ہے۔ پھر مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں حضرت مسیح کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ عام غیر احمدی حضرت مسیح کو آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری مانتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ انہیں وفات یافتہ مانتی ہے۔ احمدیوں کے دونوں فریقوں میں بھی حضرت مسیح کے بارے میں اختلاف ہے۔ غیر مبائعین حضرت مسیح کی پیدائش باپ کے ذریعہ سے مانتے ہیں اور ہماری جماعت کا اعتقاد ہے۔ کہ حضرت مسیح اللہ تعالیٰ کی خاص قدرت سے بن باپ پیدا ہوئے تھے۔ غرض حضرت مسیح کی ساری زندگی بلکہ موت کے بارے میں بھی لوگوں میں تردد اور شک پایا جاتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی ہر قسم کے شک و تردد سے بالا ہے۔ قول الحق الذی فیہ یمترون۔

ایک اعتراض کا جواب

قرآن مجید میں حضرت مسیح کو عیسیٰ بن مریم کہہ کر ذکر کیا گیا ہے۔ اس پر مسیحی مصنف ناراض ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید نے حضرت مسیح کو ابن مریم کہہ کر انہیں چڑایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ قرآن مجید نے یہ طریق نصاریٰ کو چڑانے کے لئے نہیں۔ بلکہ اظہار حقیقت کے لئے اور حضرت مسیح علیہ السلام کے صحیح تعین کے لئے اختیار فرمایا ہے۔ انجیل سے ثابت ہے۔ کہ لوگ حضرت مسیح کو ابن مریم کہا کرتے تھے۔ مرقس ۶/۳ میں لکھا ہے کہ:۔

"کیا یہ وہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ اور شمعون کا بھائی ہے؟"

بے شک اناجیل میں ذکر ہے۔ کہ حضرت مسیح اپنے آپ کو ابن آدم کہا کرتے تھے۔ مگر اس لفظ سے شناخت نہیں ہو سکتی۔ تمام انسان ہی ابن آدم ہیں۔ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ کہہ رہے ہیں۔ مجاز کے لحاظ سے ابن اللہ کا لفظ بائیبل میں ایک عام محاورہ ہے۔ اور ابہت سے لوگوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس سے بھی امتیاز ثابت نہیں ہو سکتا۔ حقیقی طور پر خدا کا بیٹا کہنا سراسر غلط اور بے ثبوت بات ہے۔ اور وہ وجہ تعین نہیں۔ پس درحقیقت ابن مریم نام سے بہتر مسیح کی شناخت کے لئے کوئی لفظ نہیں ہے۔ یہ لفظ حضرت مسیح کو پورے طور پر شناخت کروا دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے اسے اختیار فرمایا ہے۔ یہ، ۲، اعتراض مسیحی، اور انجیل کا قول ہے۔ ...کہ قرآن مجید کا قول۔

ماکان للہ ان یتخذ من ولد سبحٰنہٗ اذا قضٰی امراً فانما یقول لہٗ کن فیکون

اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں۔ کہ وہ کسی کو بیٹا قرار دے۔ یا بیٹا بنائے۔ وہ اس سے پاک ہے۔ اس کی شان یہ ہے۔ کہ جب کسی بات کا فیصلہ فرماتا ہے۔ تو اسے ہونے کا حکم دیتا ہے۔ اور وہ ہو جاتی ہے۔

عربی زبان میں ما کان لہٗ کا مفہوم یہ ہوتا ہے۔ کہ یہ بات اس کی شان کے شایاں نہیں۔ یا اس میں یہ قابلیت نہیں ہے۔ فقرہ ما کان لہ ان یقول کذا کے معنے ہوں گے۔ کہ (۱) اس کی شان اتنی اعلیٰ ہے۔ کہ وہ ایسا گندہ فقرہ نہیں کہہ سکتا۔ (۲) یا یہ بات ایسی ارفع ہے۔ کہ اس کی قسمت کہاں؟

پس آیت ماکان للہ کے معنے ہیں۔ کہ خدا کی شان ایسی نہیں ہو سکتی۔ کہ اس کی طرف بیٹا بنانے یا بیٹا قرار دینے کا نظریہ منسوب کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان یتخذ من ولد فرمایا ہے۔ محض یہ نہیں کہا۔ کہ اس کا بیٹا ہونا اس کی شان کے خلاف ہے۔ بلکہ یہ فرمایا۔ کہ اتخاذِ ولد ذات باری کی شان کے منافی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ عیسائیوں میں اختلاف ہے۔ بعض حضرت مسیح کے خدا کا بیٹا ہونے کے قائل ہیں۔ اور بعض کا نظریہ یہ ہے۔ کہ خدا نے بیٹا بنایا ہے۔ یہ دو علیحدہ علیحدہ کھچڑیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ما کان للہ ان یتخذ من ولد کے الفاظ میں ابنیت کے عقیدہ کی تردید فرمائی۔ جس سے دونوں نظریات کی تغلیط ہو جاتی ہے۔ فرمایا۔ کہ خدا کا بیٹا ہو۔ اور وہ اسے بیٹا قرار دے۔ یا باہر سے لا کر بیٹا قرار دے دے۔ یہ دونوں باتیں اللہ کی شان کے خلاف ہیں۔

عقیدۂ ابنیت کی تردید اناجیل سے

عیسائی لوگ حضرت مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں۔ مثبت دعویٰ کی دلیل مدعی کے ذمہ ہوتی ہے مدعی اثبات کا ہوتا ہے۔ عیسائی کیا دلیل دے سکتے ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہماری انجیل میں مسیح کو ابن اللہ کہا گیا ہے۔ مگر یہ دلیل نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل حوالجات پر غور کیا جائے:۔

(۱) "(نیک لوگ) قیامت کے فرزند ہو کر خدا کے فرزند ہوں گے۔" (لوقا ۲۰/۳۶)

(۲) "میں اسرائیل کا باپ ہوں۔ اور افرائیم میرا پلوٹھا ہے۔" (یرمیاہ ۳۱/۹)

(۳) "مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔" (متی ۵/۹)

(۴) "تمہارا باپ تمہارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے۔" (متی ۶/۸)

(۵) "اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے۔" (متی ۶/۹)

(۶) "تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کرے گا۔" (متی ۶/۱۴)

(۷) "تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے۔ تجھے روزہ دار جانے۔" (متی ۶/۱۸)

(۸) "ان (چڑیوں) میں سے ایک بھی تمہارے باپ کی مرضی بغیر زمین پر نہیں گر سکتی۔" (متی ۱۰/۲۹)

(۹) "جیسا تمہارا باپ رحیم ہے۔ تم بھی رحمدل ہو۔" (لوقا ۶/۳۶)

(۱۰) "تمہارے باپ کو پسند آیا۔ کہ تمہیں بادشاہی دے۔" (لوقا ۱۲/۳۲)

(۱۱) "اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہے۔" (خروج ۴/۲۲)

بائیبل میں ایسے بیسیوں حوالے موجود ہیں۔ جن میں پیار اور محبت کے طور پر تمام بنی نوع انسان کو خدا کے بیٹے قرار دیا گیا ہے۔ خصوصاً نیک لوگوں اور حواریوں کو خدا کے بیٹے کہا گیا ہے۔ پس حقیقی طور پر مسیح کے خدا کے بیٹا ہونے کا مسیحیوں کے پاس کوئی ثبوت نہیں لہذا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ماکان للہ ان یتخذ من ولد برحق ہے۔ (باقی)

حضرت اماں جی (حرم حضرت خلیفہ اول رضی) کے لئے درخواست دعاء

حضرت اماں جی حرم حضرت خلیفہ اول رضی مولوی عبدالسلام صاحب عمر کے ہمراہ سندھ تشریف لے گئی تھیں۔ وہاں ملیریا نے آگھیرا۔ پھر ربوہ واپس تشریف لے آئیں ملیریا کے ساتھ دست شروع ہو گئے۔ اور اس قدر ضعف ہو گیا۔ کہ غشی کی کیفیت ہو گئی۔ ذیابیطس کی شکایت مدت سے ہے۔ داہنے گردہ میں رسولی کی وجہ سے گاہے گاہے خون آ جاتا ہے۔ اب نسبتاً طبیعت اچھی ہے۔ مگر کمزوری بے حد ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس قیمتی وجود کا سایہ دیر تک جماعت کے سر پر قائم رکھے

عبدالوہاب عمر خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ
جودھامل بلڈنگ لاہور

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے

حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انجیل میں پیشگوئیاں

(از مکرم مولوی محمد صدیق صاحب)

خدا تعالےٰ جب دنیا میں کوئی نبی مبعوث فرماتا ہے تو اس کے ذریعہ اس کے بعد آنے والے مامور کے متعلق بھی پیشگوئیاں کرا دیتا ہے۔ وہ ایسی علامات لوگوں کو بتا دیتا ہے۔ تاکہ جب وہ آئے تو دنیا کو اس کے پہچاننے میں آسانی ہو۔

اسی قانون کے ماتحت اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ذریعے سے آپؐ کے بعد آنے والے عظیم الشان نبی کے متعلق بکثرت ایسے نشانات و علامات دنیا کو بتائیں۔ جن سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو صادق اور راستباز ماننے والوں کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہچاننے میں۔ کچھ بھی دقت نہ تھی۔ اور ان علامات کے ذریعہ بہتوں کو آپ کے قبول کرنے کی سعادت حاصل بھی ہوئی۔ مگر بہت سے محروم بھی رہے۔ ذیل میں انجیل میں سے بعض ایسے حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر دی ہے۔ اور جن کی طرف اب تک بہت کم لوگوں نے توجہ کی ہے۔ تاہم اگر کوئی اب بھی فائدہ اٹھانا چاہے۔ تو اٹھا سکتا ہے

(۱)

یوحنا کے مکاشفات باب ۱۴ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے کشف کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انہوں نے کہا:

"پھر میں نے نگاہ کی اور دیکھو کہ برہ صیہون پہاڑ پر کھڑا تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار جن کے ماتھوں پر اس کے باپ کا نام لکھا تھا۔۔ ۔۔۔۔ اور وہ تخت کے سامنے اور ان چاروں جانداروں اور بزرگوں کے آگے۔ گویا نیا گیت گا رہے تھے۔ اور کوئی ان کے سوا جو زمین سے خریدے گئے تھے۔ اس گیت کو نہ سیکھ سکا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو عورتوں کے ساتھ گندگی میں نہ پڑے کہ کنوارے ہیں۔ یہ وہ ہیں۔ جو برے کے پیچھے جاتے ہیں جہاں کہیں وہ جاتے ہیں۔ یہ خدا اور برے کے لئے پہلے پھل کے آدمیوں سے مول لئے گئے ہیں۔ اور ان کے منہ میں مکر نہ پایا گیا۔ کیونکہ وہ خدا کے تخت کے آگے بے عیب ہیں۔"

اس حوالہ کی تشریح کرنے سے قبل یہ عرض کر دینا ضروری ہے۔ کہ انبیاء کا کلام مجاز اور استعاروں سے پر ہوتا ہوتا ہے۔ اس پیشگوئی میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام نے استعارات سے کام لیا ہے۔ شروع میں فرمایا ہے۔ "دیکھو کہ برہ صیہون پہاڑ پر کھڑا ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار جن کے ماتھوں پر اس کے باپ کا نام لکھا تھا۔"

ان الفاظ میں صیہون پہاڑ کا ذکر تشبیہ کے طور پر کیا ہے۔ اور بائبل کے قاعدے کے مطابق۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار کا محاورہ کثرت کے اظہار کے لئے استعمال ہوا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ایک ایسا پاکباز انسان میں نے دیکھا ہے۔ جو صیہون جیسے پہاڑ پر کثیر التعداد انسانوں کی جمعیت میں کھڑا ہے۔ وہ خود اور اس کے ساتھی خدا تعالےٰ کے ایسے پیارے اور مقرب ہیں۔ کہ ان کے ماتھے پر خدائی نور چمک رہا تھا۔ گویا باپ یعنی خدا کا نام ان کے چہروں پر لکھا تھا۔

یہ نشانات سوائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور کسی پر صادق نہیں آتے۔ اس پیشگوئی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہؓ کے ساتھ عرفات پر چڑھنے اور حج کے موقع پر طواف کرنے کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

پھر آپؐ کے صحابہ کرام کا اخلاص اور مومنانہ شان جس کے متعلق خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود کہ ان کے بشرے سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ خدا کی پاکیزہ جماعت کے افراد ہیں۔ اور خدائی نور ان کے چہرے سے ہویدا ہے۔ اس کا نظارہ اس پیشگوئی میں دکھایا گیا۔ آگے لکھا ہے۔ کہ:

"اور وہ تخت کے سامنے اور ان چاروں جانداروں اور بزرگوں کے آگے گویا نیا گیت گا رہے تھے۔"

یہ بھی حج الوداع کے موقع کا نظارہ ہے۔ خدا تعالےٰ کا تخت کیا تھا؟ وہی خدا تعالےٰ کا گھر جس کی طرف۔ اس نے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ اور جس کو قبلہ مقرر کیا۔ اور چار بزرگ اشخاص سے کون مراد تھے۔ ایک تو خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور تین وہ بزرگ انسان۔ جو آپؐ کے بعد خلافت کے منصب پر متمکن ہوئے۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ چونکہ کسی وجہ سے اس حج میں شریک نہ ہوئے۔ اس لئے ان کا ذکر پیشگوئی میں نہیں کیا گیا۔۔ اور وہ گیت خدا تعالےٰ کا وہ پاک کلام تھا۔ جو تمام دنیا کے لئے نیا اور عجیب تھا۔ یا وہ الفاظ تھے جو حج کے موقع پر بطور تلبیہ کہے جاتے ہیں۔ یعنی۔ لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک۔ یہ گیت یقیناً اہلِ عرب کے لئے نیا تھا۔ جس کو انہوں نے کبھی نہ سنا تھا۔

پھر بیان کیا گیا ہے۔ کوئی اس گیت کو سوائے ان ایک لاکھ چوالیس ہزار آدمیوں کے نہ سیکھ سکا جو زمین سے خریدے گئے تھے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہی لوگ اس گیت کو سیکھ سکیں گے۔ جو اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر کے بالکل اسی کے ہو جائیں اور تمام گندگیوں سے مطہر و مبرہ رہیں۔ قرآنِ کریم میں بھی اس کا ذکر آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

لا یمسہ الا المطھرون

کہ اس کو سوائے پاکبازوں کے اور کوئی نہیں چھو سکتا۔ یعنی اس کا علم اور اس کے حقائق و معارف سوائے عارف اور مومن اور مطہر انسانوں کے اور کوئی حاصل نہیں کر سکتا۔ پس اس پیشگوئی میں خریدے ہوئے آدمیوں سے وہ صحابہ کرام مراد ہیں۔ جنہوں نے اپنی جانیں اپنے اموال اپنی اولاد غرضیکہ سب کچھ۔ خدا تعالےٰ کی راہ میں قربان کر دیا۔

پھر ان خریدے ہوئے لوگوں کے نشانات بتائے گئے۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے۔ "جو عورتوں کے ساتھ گندگی میں نہ پڑے کہ کنوارے ہیں۔" "یہ وہ لوگ ہیں جو برے کے پیچھے چلتے ہیں۔ ان کے منہ میں مکر نہ پایا گیا۔ کیونکہ وہ خدا کے تخت کے آگے بے عیب ہیں۔"

یہ سب علامات ایسی ہیں جو صحابہ کرام پر صادق آتی ہیں۔ یہی لوگ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کرنے پر ان افعالِ قبیحہ سے منزہ ہو گئے۔ جن میں اس وقت اہلِ عرب مبتلا تھے۔ پھر یہی لوگ تھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر اپنی جانیں نثار کر دیتے رہے۔ انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الذین یتبعون النبی الامی۔ کہ یہ لوگ امی نبی کے پیچھے چلتے ہیں۔

پھر وہ خدا تعالےٰ کے حضور مکر و فریب سے بالکل پاک اور بے عیب نکلے سورہ فتح میں اللہ تعالےٰ ان کی بے عیبی کا ذکر کرتا ہوا فرماتا ہے۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات منھم مغفرۃ واجراً عظیماً کہ اللہ تعالےٰ نے مومنوں اور نیک عمل کرنے والوں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

پس یوحنا کی اس پیشگوئی کی علامات صاف اور واضح طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہیں۔

(۲)

اسی باب میں آگے آتا ہے۔

"میں نے ایک اور فرشتے کو انجیل ابدی لئے ہوئے دیکھا۔ کہ آسمان کے بیچوں بیچ اڑ رہا تھا۔ تاکہ زمین کے رہنے والوں اور سب قوموں اور فرقوں اور اہل زبان اور لوگوں کو خوشخبری سنائے اور اس نے بڑی آواز سے کہا۔ خدا سے ڈرو کیونکہ اس کی عدالت کی گھڑی آ پہنچی۔۔ اور اسی کی پرستش کرو۔ جس نے آسمان اور زمین اور سمندر اور پانی کے چشمے پیدا کئے۔"

یہ تو واضح بات ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی انجیل ابدی نہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے خود کہا کہ ابھی کچھ اور باتیں ہیں۔ جن کی تمہیں برداشت نہیں۔ گویا بالفاظ دیگر حضرت مسیح علیہ السلام نے۔ اس بات کا اقرار فرمایا ہے۔ کہ یہ انجیل مکمل نہیں۔ پس وہ انجیل جو حضرت مسیح کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ تو ابدی نہیں ہو سکتی۔ انجیل ابدی سے مراد وہی روح حق ہے۔ جو اس کے بعد دنیا کو دی جانی تھی۔ اور جس کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں: "وہ ہمیشہ کے لئے ہوگی" اور وہ قرآن کریم ہے جس کا درجہ۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ہے۔ یعنی کمال کو پہنچ گئی اور ذکر للعالمین ہے۔ اور جس کی تعلیم ہر خاص و عام ہر فرقہ ہر قوم اور ہر ملک کے لئے ابدالآباد تک ہے۔

پھر اس کتاب کے لانے والے نے ہی تمام دنیا کے انسانوں کو پکار کر کہا۔ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ کہ اے ساری دنیا کے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اور ہادی ہو کر آیا ہوں۔ اور میں تمہیں یہ تعلیم دیتا ہوں کہ ایک خدا کی پرستش کرو۔ کیونکہ اس کی عدالت کی گھڑی۔ لازمی طور پر آنے والی ہے۔

امراء کرام و سیکرٹریان مال جماعت ہائے احمدیہ کی توجہ کیلئے

یہ امر آپ سے مخفی نہیں ہو سکتا ۔ کہ زکوٰۃ پنج ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تقریباً ہر جگہ نماز کے حکم کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم بھی فرمایا ہے ۔ اور مومن کے لئے زکوٰۃ دینا بھی ایسا ہی لازمی قرار دیا ہے ۔ جیسا کہ نماز کا ادا کرنا ۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے ۔ کہ افراد جماعت احمدیہ دین کے لئے مالی قربانی کا وہ اعلیٰ نمونہ پیش کرتے رہتے ہیں جس کی مثال اس زمانہ میں کوئی دوسری قوم پیش نہیں کر سکتی ۔ تاہم مسائل کی ناواقفیت کی وجہ سے بعض اوقات سستی ہو سکتی ہے ۔ اس صورت میں یہ عہدیداران جماعت کا فرض ہے ۔ کہ وہ اس کی اہمیت اور اس کے متعلق مسائل سب افراد جماعت کے ذہن نشین کرائیں ۔ اور اُن سے جو صاحب نصاب ہیں ۔ شرع کے مطابق زکوٰۃ وصول کر کے مرکز میں محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں ۔

اس زمانہ میں عام مسلمانوں نے جہاں اسلام کے اور ارکان کو چھوڑ کر بہت سے خلاف شرع دستور و رسوم اختیار کر لئے ہیں ۔ وہاں زکوٰۃ کو بھی ترک کر دیا ہے ۔ اور دولت کم ہونے کے اندیشہ سے انہوں نے زکوٰۃ دینی چھوڑ دی ہے ۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اُن سے دولت ایسی چھینی ۔ کہ اب دنیا میں سب سے زیادہ مفلس قوم اگر کوئی ہے تو وہ مسلمان ہی ہیں ۔

چونکہ احمدی جماعت کا بھی اکثر حصہ عام مسلمانوں ہی سے آیا ہے ۔ اس لئے بعض احمدی احباب سے زکوٰۃ کی ادائیگی میں وہ چستی ظاہر نہیں ہوتی ۔ جو کہ ہونی چاہیئے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تقریباً ہر گھر سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے ۔ بہت سے زیورات ہیں ۔ جن کی زکوٰۃ نہیں دی جاتی ۔ اکثر ایسی تجارتیں ہیں ۔ جن پر ادائیگی زکوٰۃ لازمی ٹھہرتی ہے ۔ اور اکثر ایسے کارخانے ہیں ۔ کہ جن پر ادائیگی زکوٰۃ ضروری ہو چکی ہوئی ہے ۔ بعض زمیندار احباب ہیں ۔ جن پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہو چکی ہوئی ہے ۔ مگر مجھے افسوس سے لکھنا پڑتا ہے ۔ کہ بعض دوست اس فریضہ کے بجا لانے سے پہلو تہی اور تغافل اختیار کر رہے ہیں ۔ حالانکہ ایسے دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے ۔ کہ جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے اکثر قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے لوگوں کے ساتھ نہایت سختی سے جنگ کی اور فرمایا کہ ” اگر یہ لوگ اونٹ کا ایک گھٹنا باندھنے والی رسی بقال ، یا زکوٰۃ کا ادنیٰ حصہ دینے سے بھی انکار کریں گے ، تو میں ان سے جنگ کروں گا “ اور اس طرح انہوں نے نادہندگان سے زکوٰۃ وصول کی ۔ اور تاریخ اسلام میں سوائے اس فریضہ کے اور کسی فریضہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے جنگ کا ہونا ثابت نہیں ۔

چونکہ یہ اہم فرض ہے ۔ اور اس کی ادائیگی کی ذمہ داری ہر فرد پر ہی نہیں ۔ بلکہ امام اور خلیفہ وقت پر بھی پڑتی ہے ۔ بالخصوص ایسے وقت میں یہ ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے ۔ جبکہ مساکین و غرباء کی ضروریات پوری نہ ہوں ۔ اور اُن کو محض اس لئے تکالیف پہنچیں ۔ کہ بعض مسلمان اپنے نہایت اہم فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کریں ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زکوٰۃ کی وصولی ناظر بیت المال کے سپرد کی ہے ۔ اور خاکسار اس ذمہ داری کو اس تحریر کے ذریعہ سب عہدہ داران و ذی اثر احباب جماعت ہائے احمدیہ بلکہ ہر ایک خاندان و دیگر افراد پر بھی عائد کرتا ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں سب دوستوں کی ادائیگی زکوٰۃ کا اپنے آپ کو ذمہ دار خیال فرمائیں ۔ اور جہاں جہاں کوتاہی ہوتی دیکھیں اس کو پورا کرنے کی سعی فرمائیں ۔ اور اگر خود پورا کر سکیں ۔ تو اس علاقہ کے اور زیادہ اثر والے دوستوں کو مطلع کریں ۔ اور اگر ضرورت پڑے تو خاکسار کو بھی اطلاع دیں ۔ تا کہ جہاں کی وصولی زکوٰۃ کا انتظام ہم سے نہ ہو سکے ۔ تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کر دی جائے ۔ غرض جب تک ایسا نہ کریں گے سب دوستوں پر اس اہم فریضہ اسلام کی تکمیل کی ذمہ داری قائم رہے گی ۔ نہ صرف اپنی ذات کے لئے بلکہ جملہ متعلقین پڑوسی اور دوست و آشنا کے لئے بھی جن کو وہ تحریک کر سکتے تھے ۔ اور نہیں کی یا جن کو تحریک کی اور کچھ اثر نہ ہوا ۔ تو اس کی مرکز کو اطلاع نہیں دی ۔ اور زکوٰۃ ادا نہ ہوتے دیکھ کر خاموش رہے ۔ ان سب حالات میں ان احباب پر ذمہ داری رہے گی ۔ جو کسی قسم کی مدد تحریک یا اطلاع ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق کر سکتے تھے ۔ اور نہیں کی ۔ اس ذمہ داری کو اٹھانے کے لئے نظارت ہذا سے رسالہ مسائل زکوٰۃ مفت طلب کیا جا سکتا ہے تا اس فرض کی ادائیگی کے لئے کسی کو عدم علم کا عذر نہ ہو ۔ اور تحریک کرنے والے احباب کے لئے بھی آسانی ہو جائے ۔ آخر میں دعا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرماوے ۔ کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا کر کے اس کی رضاء کو حاصل کریں ۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہم سے جو توقعات

تحریک جدید کے مجاہدین غور فرمائیں

تجویز ارادہ ہے کہ انیس سال کے اختتام پر ایک رسالہ شائع کیا جائے ۔ اور ان سب لوگوں کے نام لکھے جائیں جنہوں نے اشاعت اسلام میں مدد دی اور پھر رقم بتائی جائے جو انہوں نے اس تحریک کے ماتحت اشاعت اسلام کے لئے دی ۔

بھول نہ جائیں ۔ سال تو اب نومبر میں ختم ہو رہا ہے کیا آپ نے انیسویں سال کا ہی نہیں ۔ بلکہ معہ بقایا اگر ہو ۔ انیس سال پورے ادا کر لئے ؟

(وکیل المال تحریک جدید)

موصی احباب کی خدمت میں

(۱) جن موصیوں کی طرف سے سال ۵۳-۱۹۵۲ء کی آمد کا بجٹ فارم اصل آمد موصول ہو جا رہا ہے ۔ ان کو سالانہ حساب تیار کر کے بھیجا جا رہا ہے ۔ جو لوگ بقایا دار ہوں ان کو چاہیئے کہ بقایا بہت جلد ادا فرمائیں ۔ یا اپنی معذوری ظاہر کر کے بقایا کی ادائیگی کے لئے قسط تجویز کر کے مجلس کارپرداز کی منظوری حاصل کر لیں ۔ کیونکہ صدر انجمن کا یہ قاعدہ ہے ۔ کہ جس موصی کے ذمہ چھ ماہ یا اس سے زیادہ کا بقایا ہو ۔ اس کی وصیت منسوخ کر دی جائے ۔ سوائے اس کے کہ بقایا کو جلسہ سالانہ تک ملتوی نہ رکھا جائے ۔ مرکز کو روپیہ کی فوری ضرورت ہے ۔

(۲) بجٹ فارم اصل آمد کا پُر کرنا ہر موصی کے لئے صدر انجمن نے لازمی قرار دیا ہے ۔ اور یہ فارم سال گذر جانے کے بعد پُر کروایا جاتا ہے ۔ اس لئے ہر موصی کو اپنی آمد کا حساب رکھنا چاہیئے ۔ تا کہ سال کے گذرنے کے بعد اپنی آمد آسانی سے فارم پر درج کر سکیں ۔ اس کے لئے ہم نے ایک کارڈ بھی چھپوایا ہوا ہے ۔ جس پر موصی اپنے چندہ کا حساب رکھ سکتا ہے ۔ یہ کارڈ دفتر ہذا سے مفت دیا جاتا ہے ۔ ہم نے کوشش تو کی ہے ۔ کہ یہ کارڈ ہر ایک موصی کو پہنچا دیا جائے ۔ اگر کسی کو نہ ملا ہو ۔ تو دفتر ہذا سے منگوا لیا جائے ۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

پتہ جات مطلوب ہیں

مندرجہ ذیل دوستوں کے موجودہ ایڈریس کی ضرورت ہے ۔ اگر کسی دوست کو علم ہو ۔ تو نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں ۔ (نائب ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

(۱) محمد صادق صاحب ولد کرم دین صاحب سابق ساکن ڈینگر وٹ کوٹلی ضلع جموں (۲) خواجہ رحمت اللہ صاحب بٹ برادر خواجہ منظور احمد صاحب بٹ وزیر آبادی (۳) غلام احمد صاحب پٹواری نقل بخدمت مکرم نور احمد صاحب برائے اطلاع ارسال ہے (۴) مستری فیروز دین صاحب سابق محلہ دار البرکات قادیان جو ہجرت کے بعد ننکانہ میں مقیم تھے ۔

درخواستہائے دعا

میرا لڑکا سید ناصر احمد شاہ اور لڑکی زبیدہ خاتون بخار سے بہت بیمار ہیں ۔ احباب ان دونوں کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ۔ (عاجز سید غلام حسین شاہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھلوال ضلع سرگودھا) (۲) میں کچھ عرصہ سے اعصابی کمزوری کی وجہ سے بیمار ہوں ۔ احباب دعائے صحت فرمائیں ۔ (عبد الغنی سٹیشن ماسٹر)

(۳) میرا لڑکا عزیز نصیر احمد بجارضہ اسہال عرصہ سے بیمار ہے ہر چند علاج معالجہ کرایا گیا ۔ ابھی افاقہ نہیں ہوا ۔ دعا فرمائیں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے عزیز کو صحت ابدی عطا فرمائے ۔ (قریشی محمد حسین مدرس)

(۴) خاکسار کے والد محترم کی آنکھوں کا اپریشن ہونے والا ہے دعا فرمائیں ۔ کہ اپریشن کامیاب ہو اور اللہ تعالیٰ کامل شفا بخشے ۔ (خاکسار محمد صدیق)

رکھتے ہیں ۔ اُن کو پورا کر سکیں ۔ اللّٰھم آمین ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان)

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی کاروائی

۲۷ اور ۲۸ اکتوبر کو مولانا اختر علی خان ایڈیٹر زمیندار کا مفصل بیان

لاہور ۲۷ اکتوبر:۔ مولانا اختر علی خان نے مجلس احرار کے وکیل مسٹر مظہر علی اظہر کی جرح کے جواب میں کہا یکم اگست سے وزیراعظم سے انٹرویو کا نتیجہ "زمیندار" مورخہ ۴ اگست (دستاویز ڈی۔ای ۱۱۸) میں چھاپا گیا تھا۔

۱۳ اگست کے "زمیندار" (دستاویز ڈی۔ای ۱۱۹) میں ایک تقریر کا ذکر ہے جو چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے کراچی میں کی تھی۔ انہوں نے کہا۔ ان دونوں خبروں کی کبھی کسی نے تردید نہیں کی تھی۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے مسٹر فتح محمد ایڈووکیٹ نے "زمیندار" ۲ اکتوبر ۱۹۵۲ء میں چھپے ہوئے ایک مضمون کا ذکر کیا۔ (دستاویز ڈی۔ای ۱۲۰) جس میں یہ تحریر تھا۔ کہ ہمارے نبی اکرمؐ کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آئے گا۔

سوال:۔ پرانے نبی سے آپ کی کیا مراد ہے؟

جواب:۔ عیسیٰ ابن مریم۔

صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی طرف سے مسٹر اسد اللہ خان کی جرح کے جواب میں مولانا اختر علی خان نے تسلیم کیا۔ کہ انہوں نے اکتوبر میں ختم نبوت کے سلسلہ میں شیخوپورہ میں ایک کانفرنس کی صدارت کی تھی۔ انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا۔ کہ اس تقریر کے دوران میں جو "زمیندار" مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۲ء (دستاویز ڈی۔ای ۱۲۱) میں چھپی تھی انہوں نے کہا تھا۔ کہ جب تک احمدیت کو مٹا نہیں دیا جاتا۔ پاکستان صحیح معنوں میں کبھی مستحکم نہیں ہو سکتا۔ مولانا اختر علی خان نے یہ بھی تسلیم کیا۔ کہ انہوں نے ۲۳ فروری ۱۹۵۳ء کو مسجد وزیر خان کی تقریر میں جو "زمیندار" مورخہ ۲۵ فروری (دستاویز ڈی۔ای ۱۲۲) میں چھپی تھی۔ یہ کہا تھا۔ کہ برطانیہ نے اس پودے کو لگایا تھا۔ اور اب اس کی نسل کو غائب ہو جانا چاہیئے۔

انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ میں نے "زمیندار" مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۵۳ء (دستاویز ڈی۔ای ۱۲۳) کے اداریہ میں بھی لکھا تھا۔ کہ اگر وزیراعظم احمدیوں کے متعلق مطالبات منظور کرنے میں ڈھیل سے کام لیں گے۔ تو حکومت جلد ہی بے یار و مددگار ہو جائے گی۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ میں نے یہ خبر بھی اخبار میں دی تھی۔ کہ مجلس عمل کے ایک رکن سے جب راست اقدام کی نوعیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ راست اقدام کا اصل کردار اور میدان چند روز تک ظاہر ہو جائے گا۔ اور کہ وقتی طور پر وہ سب صیغہ راز میں ہے۔

جب عدالت کی طرف سے مولانا اختر علی سے کہا گیا کہ اس شخص کا نام لیں جس نے یہ الفاظ کہے تھے۔ تو مولانا اختر علی نے جواب دیا کہ مجھے اس کا نام یاد نہیں جرح کے دوران میں انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ انہوں نے ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۲ء کے "زمیندار" (دستاویز ڈی۔ای ۱۲۴) کے اداریہ میں اس امر کا اظہار کیا تھا۔ کہ خواہ ہمیں پھانسی کے تختہ پر کھڑا کر دیا جائے۔ ہم مطالبات سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

برطانیہ سے وفاداری

ہاں میں نے یہ کہا تھا۔ اور یہ سچ ہے مجھے پھانسی کی سزا دی گئی۔

سوال:۔ کیا آپ نے ۱۷ نومبر کے "زمیندار" میں الفضل (دستاویز ڈی۔ای ۱۲۵) کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تھا۔ کہ ۱۹۱۱ء میں حالات ایسے تھے۔ جو برطانیہ سے وفاداری کا تقاضا کرتے تھے؟

جواب:۔ ہاں میں نے کہا تھا۔

سوال:۔ آپ نے "الفضل" سے اقتباس کرتے وقت ذیل کے اشعار کو کیوں نظر انداز کر دیا۔

ہو بلحاظ عقیدت سے سراسر
ہو جب تذکرہ کنگ ایمپرر کا
جلالت ہے کیا کیا ناز اس پر
کہ شہنشاہ ہے وہ بحر و بر کا
ہے قسمت جو ہو اک گوشہ حاصل
ہمیں اس کی نگاہ فیض اثر کا
خدا انگلستان کو رکھے سلامت
کہ ہے اس سے تعلق عمر بھر کا

جواب:۔ اس کی وجہ اس وقت میرے ذہن میں نہیں۔

سوال:۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ان اشعار کے مصنف مولانا ظفر علی خان ہیں؟

جواب:۔ غالباً وہی ہیں۔

حکومت پنجاب کے وکیل مسٹر فضل الٰہی کی جرح کا جواب دیتے ہوئے گواہ نے کہا کہ لفظ راست اقدام کا مطلب یہ تھا۔ کہ اگر مطالبات مانے نہ گئے تو جلسے اور جلوس ترتیب دیئے جائیں گے۔ وفد بھیجے جائیں اور دعائیں مانگی جائیں گی۔ انہوں نے کہا۔ کہ حکومت کو احساس دلانے کے لئے کہ یہ مطالبات تمام مسلمانوں کی طرف سے مشترکہ مطالبات ہیں۔ لفظ راست اقدام کا استعمال عمل میں آیا لیکن راہ راست اقدام نہیں۔

سوال:۔ ۲۸ جنوری ۵۳ء کے "زمیندار" کو دیکھ کر بتایئے کہ آپ نے یہاں براہ راست اقدام کیوں استعمال کیا ہے؟

جواب:۔ یہ کاتب کی غلطی ہو گی۔

سوال:۔ لیکن یہ لفظ "زمیندار" میں متعدد بار استعمال کئے گئے ہیں۔ بتایئے تو یہ کاتب کی غلطی سے ہو سکتی ہے؟

جواب:۔ ہو سکتا ہے کہ لفظ براہ راست اقدام ہی ہو۔

سوال:۔ ۹ نومبر ۱۹۵۲ء کو مسلم لیگ کی قرارداد جو "زمیندار" میں چھپی تھی کیا اس میں براہ راست اقدام کے الفاظ جہاد کشمیر کے لئے چھپے تھے؟

جواب:۔ ہاں میں نے یہ الفاظ اس شمارہ میں دیکھے تھے۔

جب عدالت نے اُن سے پوچھا۔ کہ ان کے نقطۂ نظر سے راست اقدام اور براہ راست اقدام میں کوئی فرق ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ کوئی فرق نہیں۔

سوال:۔ آپ لغوی طور پر لفظ "راست" کو "براہ راست" کے معنوں میں کیسے استعمال کریں گے؟

جواب:۔ درست (رائٹ)

سوال:۔ اور براہ راست کا ترجمہ کیسے کریں گے؟

جواب:۔ ڈائرکٹ

انہوں نے کہا۔ کہ مسلم لیگ کی قرارداد کے سلسلہ میں انہوں نے اہم مضامین لکھے ہیں۔

سوال:۔ آپ نے اپنے اہم مضامین میں لفظ براہ راست اقدام کو کن معنوں میں استعمال کیا ہے؟

جواب:۔ میرا مطلب ہے۔ دشمن لڑنا چاہیے۔

سوال:۔ جب آپ اپنے تین مطالبات کے سلسلہ میں اپنے پرچے میں ان الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ تو وہ الفاظ ویسے ہی معنے کیوں نہیں دیتے؟

جواب:۔ تین مطالبات کے سلسلہ میں یہ الفاظ ویسے ہی استعمال نہیں ہوتے۔ جیسے جہاد کشمیر میں کیونکہ یہاں ہم دشمن سے نہیں لڑ رہے تھے۔

انہوں نے کہا لفظ راست براہ راست اقدام کے معنوں میں اسی طرح استعمال ہوا ہے۔ جیسے اس مصرع میں کہ

راہ راست برو اگرچہ دور است

راست اقدام کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔ کہ اس کا یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی جائے۔ پکٹنگ کی جائے اور سول نافرمانی ہو۔

سوال:۔ لاہور میں کتنے رضاکار اکٹھے ہوئے۔

جواب:۔ مجھے معلوم نہیں۔ مجلس عمل کا سکرٹری اس کا جواب دے سکتا ہے۔

مجلس عمل نے کبھی فیصلہ نہیں کیا تھا۔ کہ کتنے رضاکاروں کے ناموں کا اندراج کیا جائے۔

سوال:۔ کیا حقیقۃً ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء کو لاہور میں ۲۶ ہزار تین سو رضاکار اکٹھے ہوئے تھے؟

جواب:۔ میرے پرچہ میں ایسا ہی لکھا تھا۔

انہوں نے کہا۔ کہ مجھے اس چیز کا علم نہیں۔ کہ رضاکاروں کو حلف نامہ اپنے خون سے لکھنا پڑتا تھا۔

سوال:۔ آپ کے پرچے میں ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء (دستاویز ڈی۔ای ۱۲۶) میں خبر چھپی تھی۔ کہ ۵۰۰ رضاکاروں نے اپنے خون سے دستخط کئے ہیں۔ کہ وہ اس مقصد کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دیں گے؟

جواب:۔ سٹاف رپورٹر نے ایسی رپورٹ لکھی تھی۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ یہ خبر کہاں تک درست تھی۔ انہوں نے کہا کہ پچاس ہزار رضاکاروں کے نام کے اندراج کا پروگرام مجلس عمل کے پروگرام میں شامل تھا۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ انہوں نے ۲۸ فروری کے "زمیندار" میں بیان دیا تھا۔ کہ راست اقدام کا آغاز اسی روز گورنر جنرل اور وزیراعظم کے گھر پر پکٹنگ سے ہو گا۔

سوال:۔ تب آپ نے یہ کیوں کہا۔ کہ پکٹنگ راست اقدام میں شامل نہیں تھی؟

بے اصل پراپیگنڈا

جواب:۔ یہ الفاظ اخبار میں دھمکی کے طور پر لکھے گئے تھے۔ لیکن اس دھمکی کو عملی جامہ پہنانے کا خیال نہیں تھا۔ یہ خبر میری اپنی ذہنی اختراع تھی۔ اس کا دارومدار مجلس عمل کے فیصلہ پر نہیں اور یہی جواب پچاس ہزار رضاکاروں کے متعلق ہے۔ اور اسی طرح یہ بات بھی کہ لاہور میں ۲۶۳۰۰ رضاکار ہیں اور اُن میں سے ۵۰۰ نے حلف نامہ پر خون سے دستخط کئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ محض پروپیگنڈا تھا۔ ورنہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

سوال:۔ آپ کے مسلمان کہلانے کے ساتھ یہ چیز مطابقت رکھتی ہے۔ کہ پروپیگنڈا کے لئے جھوٹ بولا جائے؟

جواب:۔ ہر سیاستدان جھوٹ بولتا ہے۔

سوال:۔ کیا آپ نے یہ غلط بیانی بحیثیت سیاستدان کے کی تھی یا مسلمان کے؟

جواب:۔ ایک مسلمان کے لئے مذہب اور سیاست دو الگ الگ چیزیں نہیں۔

سوال:۔ کیا یہ درست ہے۔ کہ جب ایک مسلمان سیاستدان جھوٹ بولتا ہے۔ تو وہ یہ جھوٹ بحیثیت مسلمان بولتا ہے؟

جواب:۔ آپ علماء سے جھوٹ بولنے کا حق کیوں چھینتے ہیں جس صورت میں کہ آپ سیاستدانوں کو یہ حق دیتے ہیں۔

چوہدری فضل الٰہی کی جرح کے جواب میں انہوں نے کہا۔ کہ انہوں نے ۲۵ فروری ۱۹۵۳ء کو مسجد وزیر خان میں تقریر نہیں کی تھی۔ جہاں کہ رضاکاروں کو ریلوے سٹیشن پہنچانے کے لئے ایک لاکھ کا ہجوم اکٹھا تھا انہوں نے کہا۔ کہ اگر آپ کہیں کہ میں نے تقریر کی تھی۔ اور اس کا اظہار پرچہ میں بھی کیا تھا۔ تو آپ مالک ہیں۔ آپ فوجی افسروں کی طرح جو چاہیں سٹینوگرافر کو لکھوا سکتے ہیں۔ جنہوں نے مجھ پر سوال کئے اور جو دل چاہا لکھوا دیا۔ فوجی عدالت میں میرا بیان سچ اور جھوٹ کا امتزاج ہے۔

سوال:۔ کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ جب آپ پچھلی دفعہ عدالت کے سامنے پیش ہوئے تھے۔ تو آپ نے کہا تھا۔ کہ فوجی عدالت کے سامنے آپ نے جو بیان دیا وہ صحیح تھا؟

جواب: ایڈیٹر زمیندار میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی۔

سوال: جب آپ پچھلی دفعہ عدالت میں پیش ہوئے۔ تو کیا آپ نے ذیل کا بیان نہیں دیا تھا۔ کہ "تحقیق کرنے والا افسر مجھے پوچھتا رہا۔ کہ میں مسٹر دولتانہ کے خلاف بتاؤں۔ قطع نظر اس کے جو کچھ میں نے اس سے کہا۔ ٹھیک تھا یا غلط۔ لیکن یہ چیز اس پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ کہ میں نے جو کچھ بتایا میرے علم کے مطابق صحیح تھا۔"

جواب: ہاں میں نے ایسا بیان دیا تھا۔

وزیر خان کی مسجد میں ۲۳ فروری کو ایک جلسہ عام ہوا تھا۔ جس میں میں نے تقریر کی تھی۔ اسی دن صاحبزادہ فیض الحسن کی قیادت میں ایک جلوس رضاکاروں کو سٹیشن پر چھوڑنے کے لئے گیا تھا۔ یہ رضاکار کراچی روانہ ہو رہے تھے۔

"زمیندار"

سوال: "زمیندار" کا مالک کون ہے؟

جواب: میرا باپ۔ مولانا ظفر علی خان۔

مولانا اختر علی خان نے بتایا۔ کہ عطاء الحق اشرف جائنٹ ایڈیٹر تھے جو "مریب صحافت" کے قلم سے "دوستوں سے گفتگو" لکھا کرتے تھے

سوال: مظفر احسانی نہیں؟

جواب: یہ زیادہ اغلب ہے۔

سوال: آپ کے پرچہ کا مفکر کون تھا؟

جواب: یہ بات مسٹر عبدالرحیم شبلی بتا سکتے ہیں

سوال: کیا یہ ابراہیم علی چشتی نہیں تھے؟

جواب: مجھے معلوم نہیں

سوال: "مبصر" کے نام سے کون لکھتا تھا؟

جواب: مسٹر ابراہیم علی چشتی یہ بات بتا سکتے ہیں؟

سوال: کیا آپ کو اس امر سے انکار ہے کہ "مبصر" اور "مفکر" مسٹر ابراہیم علی چشتی ہی کے قلمی نام تھے؟

جواب: ممکن ہے۔ ایسا ہو۔ لیکن مجھے معلوم نہیں۔

سوال: آپ کے پرچہ کا "سرگشتہ" کون ہے؟

جواب: مجھے معلوم نہیں۔

سوال: کیا یہ صحیح ہے۔ کہ آپ تحریک کو مرکز کے خلاف چلانا چاہتے تھے۔ صوبائی حکومت کے خلاف نہیں؟

جواب: ہاں یہ ٹھیک ہے۔

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کے پرچے کی پالیسی تھی۔ کہ مرکزی حکومت کی مخالفت کی جائے۔ اور صوبائی حکومت کی حمایت؟

جواب: نہیں

سوال: کیا اس پالیسی کا اظہار "زمیندار" ۱۲ دسمبر ۱۹۵۲ء دستاویز ڈی۔ ای۔ ۱۴۷ سے نہیں ہوتا؟

جواب: آپ پرچہ پڑھ کر یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ میں خود بھی اس مضمون کو پڑھ کر اسی نتیجہ پر پہنچتا۔

سوال: کیا آپ صوبائی لیگ کی پشت پناہی کرتے تھے۔ اور مرکزی لیگ پر نکتہ چینی؟

جواب: نہیں

سوال: اس مضمون میں "نوجوان خون" سے کیا مراد ہے؟

جواب: آپ (مسٹر فضل الٰہی) جرح کرنے دیں۔

تحریک کا بانی کون تھا؟

سوال: تحریک ختم نبوت کا بانی کون تھا؟

جواب: مجلس احرار اس معاملہ میں زیادہ سرگرم رہی ہے۔ انہوں نے کھوئی ہوئی مقبولیت پانے کے لئے یہ تحریک چلائی۔ بعض احرار لیڈر جو مساجد میں تقاریر کیا کرتے تھے۔ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گرفتار ہوئے۔ جون ۱۹۵۲ء میں گرفتاریوں کا جائزہ لینے کے لئے احرار نے مجلس عاملہ کا اجلاس بلایا تھا۔

سوال: کیا جون ۱۹۵۲ء کے اجلاس کے بعد احرار نے "زمیندار" ۳ جولائی ۱۹۵۲ء دستاویز ۱۲۸ کے مطابق مسلمانوں کی تمام پارٹیوں سے لاہور میں ایک جنرل میٹنگ میں شرکت کی اپیل کی تھی؟

جواب: یکم جولائی ۱۹۵۲ء کو مجلس احرار نے ہدایات جاری کرنے کا فیصلہ کیا تھا جس میں مذہب سے تعلق رکھنے والے بہت سے طبقوں سے پوچھا گیا تھا کہ وہ ختم نبوت سے متعلق اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کریں۔ اور اس سلسلہ میں اپنے نقطۂ نظر کو شائع کریں۔

سوال: ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کو برکت علی ہال لاہور میں آل مسلم پارٹیز کنونشن کس نے بلائی تھی؟

جواب: مجلس احرار نے۔ مجھے اجلاس میں شرکت کے لئے مجلس احرار کی طرف سے دعوت نامہ ملا تھا۔

سوال: کیا مسلم پارٹیز کنونشن کے لئے کوئی کنوینگ کمیٹی بنائی گئی تھی؟

جواب: ہاں۔

سوال: کنونشن کے لئے ایجنڈا کس نے طے کیا تھا؟

جواب: داعی کمیٹی نے

سوال: کہاں طے پایا؟

جواب: یہ ایجنڈا کنونشن سے کچھ عرصہ پیشتر دفتر مجلس احرار کے دفتر میں طے پایا تھا۔

سوال: آپ جانتے ہیں۔ کہ داعی کمیٹی کے ممبر کون کون تھے؟

جواب: ان میں بھاری اکثریت احرار کی تھی۔

دوسرے دن ۲۴ اکتوبر کو بیان دیتے ہوئے مولانا اختر علی خان نے کہا۔ کہ زمیندار احمدیوں کے عقائد کے خلاف عرصے سے لکھ رہا تھا لیکن احمدیت کے خلاف منظم تحریک جولائی ۱۹۵۲ء سے لاہور میں آل مسلم پارٹیز کنونشن کے قیام کے وقت سے شروع ہوئی۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ درست ہے کہ تحریک کا آغاز دراصل احرار نے کیا تھا۔ اور جب احرار گرفتار کر لئے گئے۔ تو انہیں اس معاملے میں دوسری جماعتوں کو شریک کرنے کا خیال آیا۔

میں نے دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ سے بات کی تھی۔ اور میں نے ان سے کہا۔ کہ مسجد کے اندر ہونے والے جلسوں یا اجتماعات پر دفعہ ۱۴۴ لگانا مناسب نہیں ہے۔ انہوں نے مجھ سے اتفاق کیا۔ اور حکومت نے ان احراریوں کے خلاف مقدمے واپس لے لئے جنہوں نے مسجدوں میں تقریریں کر کے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی تھی۔ میں نے اس رائے کا اظہار وزیر اعظم پاکستان سے بھی کیا تھا۔ اور وہ بھی مجھ سے متفق تھے۔

عدالت کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے گواہ نے کہا۔ کہ یہ بھی ٹھیک ہے۔ کہ مقدمے اس لئے واپس لئے گئے تھے۔ کہ احرار نے وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ تشدد اور نفرت کی تبلیغ نہیں کریں گے۔

دس ہزار روپے

جرح کے دوران میں انہوں نے اس امر سے انکار کیا۔ کہ انہوں نے وزیر اعلیٰ یا میر نور احمد سے دس ہزار روپے کی رقم مانگی تھی اس استفسار پر کہ کیا یہ درست ہے کہ تعلقات عامہ کے ڈائرکٹر نے انہیں ۲ یا ۳ جولائی ۱۹۵۲ء کو دس ہزار روپے دیئے تھے۔ گواہ نے کہا۔ کہ حکومت زمیندار میں بعض اشتہارات شائع کراتی تھی جس کی مجموعی رقم دو یا اڑھائی ہزار روپے سالانہ ہوتی تھی مجھے دس ہزار روپے کی جو رقم ملی تھی۔ وہ کچھ تو اشتہارات کے حسب الادا معاوضے کی ہوگی اور کچھ آئندہ شائع ہونے والے اشتہارات کی پیشگی معاوضے کے طور پر دی گئی تھی۔

عدالت نے جب ان سے دریافت کیا۔ کہ جولائی ۱۹۵۲ء سے قبل اس شکل میں [illegible] گیا تھا۔ اس میں سب سے بڑی رقم کون سی تھی۔ تو مولانا نے جواب دیا۔ کہ یہ زمیندار کے رجسٹروں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اب مجھے یاد نہیں ہے کہ جولائی ۱۹۵۲ء سے قبل زمیندار کو کتنی رقم دی گئی تھی۔

جرح کا سلسلہ دوبارہ شروع ہونے پر گواہ نے کہا مجھے یاد نہیں۔ لیکن ممکن ہے۔ کہ ۵ جولائی ۱۹۵۲ء کو دس ہزار روپے کی ایک اور رقم دی گئی ہو۔ ان تمام رقوم کا اندراج ہمارے حساب کتاب کے رجسٹروں میں ہو گا۔ [illegible] ان کا معائنہ کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ مجھے نومبر ۱۹۵۲ء میں سات ہزار روپے کی ایک اور رقم دی گئی تھی۔ یہ رقم ان پرچوں کی قیمت تھی جو حکومت نے خریدے تھے۔

سوال: کیا جو رقم آپ کو ۵ جولائی کو دی گئی تھی۔ وہ ان پرچوں کی قیمت تھی جو حکومت نے خریدے تھے؟

جواب: جب تک مجھے حساب کتاب کے رجسٹر نہ دکھلائے جائیں۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ حکومت سے ایسے معاملات منیجر طے کرتا تھا۔ آپ کے کہنے کا اگر یہ مطلب ہے۔ کہ وزیر اعلیٰ یا تعلقات عامہ کے ڈائرکٹر نے مجھے یہ رقمیں اس لئے دی تھیں۔ کہ میں احمدیوں کے خلاف تحریک کو مضبوط کروں۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ وزیر اعلیٰ یا ڈائرکٹر تعلقات عامہ سے مجھے کبھی براہ راست کوئی رقم نہیں ملی۔ تمام رقمیں زمیندار کے دفتر میں منیجر یا کسی دوسرے مجاز شخص کو دی گئی تھیں۔ ادائیگی چیک کے ذریعہ کی جاتی تھی۔ جو اخبار کے منیجر کے نام ہوتی تھی۔ اور جن کا نام مولا داد قریشی تھا۔

گواہ نے اگزیبٹ ڈی۔ای ۱۲۹ پر جو ریکارڈ میں شامل کر لی گئی ہے مولا داد خان کے دستخط شناخت کئے۔

چندہ ختم ہونے سے قبل

سوال: جولائی ۱۹۵۲ء میں جب آپ کو دس ہزار روپے دیئے گئے۔ تو یہ رقم اخبار

کے چندے کے طور پر دی گئی۔ جو آپ کو ایک سال تک بعض یتیموں پر بھیجنا تھا۔ لیکن اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ اگز یبٹ ڈی۔ ای ۱۲۹ کے مطابق چندے کا ایک سال مکمل ہونے سے پہلے ہی آپ کو سات ہزار کی اکٹھی رقم دے دی گئی۔

جواب:۔ اس کا جواب منیجر کو دینا چاہیئے موہ ملتے تھا۔ کہ اگز یبٹ ڈی۔ ای پر مولاداد قریشی کے دستخط ہیں۔

سوال: کیا یہ رقوم انکم ٹیکس کے متعلق اخبار کی آمدنی میں شامل تھیں۔

جواب:۔ یہ منیجر کو معلوم ہوگی۔ پچھلے سال زمیندار نے ساٹھ ہزار روپے انکم ٹیکس دیا تھا۔

سوال: ۵۳-۱۹۵۲ء کے مالی سال میں ڈائرکٹر تعلقات عامہ سے آپ کو کتنا روپیہ ملا تھا۔

جواب: مجھے نہیں معلوم۔ اس کا علم منیجر کو ہونا چاہیئے۔

سوال:۔ میں آپ سے کہتا ہوں۔ کہ آپ کو چوبیس ہزار روپے ملے تھے۔ کیا یہ صحیح ہے۔

جواب: مجھے نہیں معلوم۔

احرار کی رہائی

یہ درست نہیں ہے کہ ۱۸ رجولائی ۱۹۵۲ء کو دفتر زمیندار میں ایک جلسہ ہوا تھا جس میں ان احرار کی پیروی کے لئے جو گرفتار کئے گئے تھے ایک کمیٹی قائم کی تھی۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ اس جلسے میں جو لوگ موجود تھے۔ ان کو میں نے یقین دلایا تھا۔ کہ احرار ایک ہفتہ کے اندر رہا کر دیئے جائیں گے۔

لیکن یہ صحیح ہے۔ کہ میں احرار قیدیوں کی رہائی کے لئے کوشش کر رہا تھا۔ اس سے میرا مقصد یہ تھا۔ کہ انہیں مسلم لیگ میں شرکت کے لئے راغب کیا جائے۔ احرار کے طرز عمل کو دیکھ کر میں نے محسوس کیا کہ قیدیوں کو رہا کر دیا گیا تو احرار مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں گے درحقیقت احرار نے مجھے یقین دلایا تھا۔ کہ وہ صوبائی مسلم لیگ کے قائدین سے تعاون کریں گے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعظم پاکستان دونوں نے مجھے یقین دلایا تھا۔ کہ تحریک اگر آئینی طور پر چلائی جائے گی۔ تو ان کی ہمدردیاں تحریک سے ہوں گی۔ میری گفت و شنید کا یہ نتیجہ ہوا کہ احرار قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔ اور ۲۱ جولائی ۱۹۵۲ء کو دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام واپس لے لئے گئے۔

زمیندار تینوں مطالبات کا پرجوش حامی تھا احرار قیدیوں کی رہائی کے بعد تحریک نے مزید شدت اختیار کر لی۔ اور صوبے کے تمام اہم مقامات پر عام جلسے ہونے لگے۔

وزیر اعظم کا وعدہ

اگست ۱۹۵۲ء میں وزیر اعظم کے سے ملاقات کے دوران میں ان سے میں نے اس بات کا ذکر کیا تھا۔ کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان جب پاکستان کے نمائندے کی حیثیت سے ممالک غیر میں جاتے ہیں۔ تو وہ اپنے مخصوص عقائد کی سرگرمی سے تبلیغ کرتے ہیں۔ وزیر اعظم نے مجھ سے کہا۔ کہ وہ اس طرح کی تمام سرگرمیاں روک دیں گے۔ اور آئندہ یوم استقلال کے موقع پر ایک اعلان کریں گے۔

حکومت سندھ نے کراچی کو صوبائی درجہ دینے کے فیصلہ کی مخالفت شروع کر دی

کراچی۔ ۳۰ر اکتوبر۔ سندھ کے وزیر خزانہ قاضی محمد اکبر نے کراچی کو صوبائی درجہ دینے کی مخالفت کی ہے۔ اور ایک بیان میں اس بات کی مذمت کی ہے۔ کہ مسٹر اے کے بروہی نے جو سندھ کے نمائندے ہیں۔ سندھیوں سے مشورہ کئے بغیر یا مرکزی کابینہ مسلم لیگ پارٹی کی ہدایت کے بغیر کراچی مسلم لیگ کے وفد کو یقین دلایا۔ کہ کراچی کو صوبہ درجہ دیا جائے گا۔ بیان میں کراچی کو سندھ کا ثقافتی، معاشی و سیاسی جزو بتایا گیا ہے۔ اور کراچی کو صوبائی درجہ دینے کے مطالبہ کو محض چند سیاست دانوں کی مصنوعی تحریک قرار دیا ہے۔ جسے لوگ وزیر اعظم محمد علی کے آئینی فارمولے کو تارپیڈو کرنے کی غرض سے چلا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ کراچی کو صوبائی درجہ دینا قائد اعظم و قائد ملت کے ارادوں کے خلاف ہوگا۔

پاکستان میں کوئی قانون ساز مجلس قرآن و سنت کے منافی قوانین منظور نہیں کر سکتی

کراچی ۳۱ر اکتوبر۔ پاکستان دستور ساز اسمبلی نے کل بنیادی اصولوں کی رپورٹ کی ایک اور تجویز منظور کی جس کی رو سے ملک کی کوئی مجلس قانون ساز قرآن و سنت کے منافی قوانین نہ بنا سکے گی۔ معروب اختلاف کے ہندو ممبروں نے غیر مسلموں کے ذاتی قوانین کو اس دفعہ کے اطلاق سے خارج کرنے کے سلسلہ میں جو ترمیمات پیش کی تھیں۔ ان پر تین بار ووٹنگ کرایا گیا۔ اور کثرت رائے سے ترمیمات رد کر دی گئیں۔ آخر بار اس دفعہ کے پاس ہوتے وقت ووٹنگ کرایا گیا اور یہ دفعہ کثرت رائے سے منظور کر لی گئی۔ ترمیمات کی مخالفت میں ۴۳ اور حمایت میں ۱۲ ووٹ ملے۔ اس کے بعد اصل دفعہ کی منظوری کے وقت تجویز کی حمایت میں ۴۳ اور مخالفت میں ۱۲ ووٹ آئے۔ مسلم لیگ پارٹی کے دو ہندو ممبروں نے حزب اختلاف کے ساتھ ووٹ دیئے۔ وزیر قانون مسٹر اے کے بروہی نے ہندو ممبروں کو یقین دلایا کہ عدالت عالیہ سے کسی قانون کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کا فیصلہ کرایا جا سکیگا۔ اور جس طرح یہ حق مسلمانوں کو ہوگا۔ اسی طرح غیر مسلموں کو بھی ہوگا۔ اگر وہ دیکھیں کہ کسی قانون سے اُن کی حق تلفی ہوتی ہے۔ تو وہ عدالت عالیہ سے رجوع کریں۔ اور اسے قرآن و سنت کے منافی قرار دیں۔ کیونکہ قرآن میں غیر مسلموں کے حقوق واضح ہیں۔

کلکتہ میں پاک ہائی کمیشن پر فائرنگ کی تحقیقات

بمبئی ۳۰ر اکتوبر۔ اخبار ٹائمز آف انڈیا بمبئی کے نمائندہ نے کلکتہ سے اطلاع دی ہے کہ پاکستان کے ڈپٹی ہائی کمشنر مسٹر نصر اللہ نے اسے بتایا۔ کہ گولیاں کافی فاصلہ سے آئی ہیں۔ اس لئے یہ اسٹین گن سے پھینکی گئی ہوں گی۔ مسٹر نصر اللہ نے کہا۔ کہ یہ حرکت سخت افسوسناک اور بیہودہ ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ یہ فائرنگ چند شر پسند عناصر کی حرکت ہے۔ جو کہ میری اور بھارتی حکام کی ان مساعی کو جو بھارت و پاکستان کے درمیان بہتر تعلقات پیدا کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ ان کو ناکام بنانے کے لئے کی گئی ہے۔ جب یہ گولیاں برسائی گئیں۔ تو مسٹر نصر اللہ عمارت کی نچلی منزل میں اپنے دفتر کے اندر بیٹھے کام کر رہے تھے۔ جو بڑے افسران حادثے کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ یہ نہیں معلوم کہ یہ راز کیسے ہے۔ اور وہ کون لوگ ہیں جو اس سازش کے عقب میں ہیں۔ حادثہ کل صبح کے ۱/۲ ۱۱ بجے پیش آیا۔ مگر صرف ایک کار پر کچھ گولیاں لگیں جس میں کوئی بیٹھا نہ تھا۔ کل ۱۲ گولیاں برسائی گئیں۔ اور خیال یہ ہے کہ یہ کسی بلند مقام سے جو خاصہ دور تھا چلائی گئی ہیں پہلے یہ خیال کیا گیا۔ کہ پٹاخے چھوٹ رہے ہیں مگر بعد کو راز کھلا بڑے بڑے پولیس حکام اس راز کا پتہ چلانے سے معذور نظر آ رہے ہیں کل رات گئے تک پولیس نے کوئی گرفتاری نہ کی تھی اور تحقیقات کرنے والے حکام یہ تک نہ بتا سکے کہ گولیاں چلانے والوں نے کس چیز سے گولیاں چلائیں۔

جس کار پر گولی لگی۔ اس کا ڈرائیور سنتری کے پاس کھڑا ہوا بات چیت کر رہا تھا۔ کہ اس نے گولی چلنے کی آواز سنی۔ اور وہ بھاگتا ہوا اندر عمارت کے گیا۔ اور مسٹر نصر اللہ کو اس کی خبر کی۔ جو اس وقت اصل واقعہ سے محض بے خبر تھے۔

فوراً ان کے کمرے میں بہت سے افسران وغیرہ جمع ہو گئے۔ اور مسٹر نصر اللہ نے انہیں گولیاں جمع کرنے کی ہدایت کی۔ اور تین گولیاں جمع کر لی گئیں۔ اس کے بعد مسٹر نصر اللہ نے پولیس کو ٹیلیفون کیا جس نے آکر ساری عمارت کو چھان مارا اور سات گولیاں اور نکالیں۔ اس کے بعد اوپری منزل کے برآمدے سے دو گولیاں اور ملیں۔ کمشنر پولیس مسٹر پی مکرجی نے فون پر مسٹر نصر اللہ کے بلاوے کے بعد جائے واردات کا معائنہ کیا۔ یہ بات کہ گولیاں مختلف مقامات سے ملیں۔ یہ بتاتی ہے کہ انہیں کسی بلند مقام سے اور اندھا دھند طور پر برسایا گیا ہے۔ تحقیقاتی افسروں نے بتایا۔ کہ اس حادثہ سے مسٹر نصر اللہ یا ان کا سٹاف پریشان نہیں ہوا۔ ڈپٹی ہائی کمشنر کے دفتر پر پولیس کا بھاری دستہ متعین کر دیا گیا ہے۔ اور تحقیقاتی حکام کا بیان ہے۔ کہ وہ برابر اس واقعہ کے اسباب کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔

بھارتی افسروں کی جماعت لاہور میں

لاہور ۳۰ر اکتوبر۔ دیہات کے متعلق کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے افسران کی ایک جماعت بھارت سے آئی ہے۔ تاکہ جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کی کوآپریٹو تحریک کے اجتماع میں شریک ہو سکے۔ کل مسٹر ایس کے بنرجی بھارتی ڈپٹی کمشنر نے اس جماعت کو عصرانہ دیا۔

بھارت کے اسلام دشمن اخبار کے خلاف مقدمہ

عدالت میں مولانا شاہد فاخری کا بیان

الہ آباد (بذریعہ ڈاک) مقامی اخبار امرت پتریکا کے خلاف توہین رسول صلعم کے الزام میں جو مقدمہ چل رہا ہے۔ اس میں ۲۷ر اکتوبر کو مولانا شاہد فاخری صدر جمعیۃ العلماء بمبئی کا بیان قلمبند کیا گیا جس کے بعد آئندہ پیشی ۲ر نومبر کو مقرر کی گئی ہے۔ مولانا فاخری نے اپنے بیان میں کہا۔ کہ اس اخبار کی تحریروں کا مقصد یہ تھا۔ کہ پیغمبر اسلام اور اسلام کی توہین کی جائے۔

اڑھائی سو سکھوں کو پاکستان آنے کی اجازت

نئی دہلی ۳۰ر اکتوبر۔ پاکستان ہائی کمشنر نے اعلان کیا ہے۔ کہ حکومت پاکستان نے ۸ر نومبر سے ۱۲ر نومبر تک اڑھائی سو سکھوں کے ایک جتھے کو گوردوارہ نانک صاحب جانے کی اجازت دے دی ہے۔ اعلان میں کہا گیا ہے۔ کہ ڈپٹی ہائی کمشنر مقیم جالندھر اس سکھ جتھہ کی پاکستان روانگی کے متعلق مناسب انتظامات کر رہے ہیں۔

فاروق کے ساتھ پستول کی لڑائی کا مقابلہ

پیرس ۳۰ر اکتوبر۔ یورپ کے مشہور ماہر پیلیٹی گیسو اورانڈو نے سابق شاہ فاروق کو چیلنج دیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ نیپلز کے قریب ایک کشتی میں پستولوں سے مقابلہ کریں۔ گیسو نے کہا ہے کہ فاروق نے "اُسے کتیا کا بچہ" کہا تھا۔ اور وہ اس کا بدلہ لینے کے لئے مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اگر فاروق نے مقابلہ کرنے سے انکار کر دیا۔ تو وہ فاروق کے خلاف دس لاکھ ڈالر کا دعویٰ کر دے گا۔